

وَلَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ وَلَا تُخْبِرُوا بِهِ  
(قرآن کریم)

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ (الحديث)

# احسن الکلام

فی

ترك القراءة خلف الامام

جلد اول

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؓ و تابعینؓ اور دیگر  
جمہور فقہاء اور محدثین عظام سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں کسی بھی قسم  
کی قرأت عموماً اور شذوذ و فاحشہ کی قرأت خصوصاً ممنوع ہے اور جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے  
قرأت کرنا قرآن کریم، حدیث صحیح اور اجماع کے خلاف ہے اور فی نفسہ منکر اور مذموم ہے اور  
جہری نمازوں میں حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ نیز عقلی اور قیاسی دلائل سے اس مسئلہ  
پر فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور فرق ثانی کہ مسکت جوابات دیے گئے ہیں اور اس طبع میں خیر الکلام  
اور الاعتصام میں کیے گئے اعتراضات کے جوابات کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا ہے۔

تالیف

ابوالزاہد محمد سر فراز خاں صفدر

جملہ حقوق بحق مکتبہ صفدریہ گوہر انوالہ محفوظ ہیں۔  
 طبع دہم جون ۲۰۰۶ء

نام کتاب احسن الکلام فی ترک القرۃ خلف الامام

مؤلف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صفدر دام محمد

تعداد ایک ہزار

مطبع فائن بکس پرنٹرز لاہور

ناشر مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنڈہ گھر گوہر انوالہ

قیمت دو سو پچیس روپے

### ملنے کی جگہ

- |  |  |
|--|--|
| ○ مکتبہ امدادیہ ملتان                                  | ○ مکتبہ صفدریہ نزد گھنڈہ گھر گوہر انوالہ                     |
| ○ مکتبہ حقانیہ ملتان                                   | ○ مکتبہ طبعیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی                        |
| ○ مکتبہ مجیدیہ ملتان                                   | ○ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور                             |
| ○ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور                        | ○ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور                       |
| ○ اسلامی کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد                   | ○ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی                        |
| ○ مکتبہ فریدیہ ای سی یون اسلام آباد                    | ○ مکتبہ العارفی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد              |
| ○ دارالکتاب سرینما کیٹ اردو بازار لاہور                | ○ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیوزڈ مینگورہ                      |
| ○ مدینہ کتب گھر اردو بازار گوہر انوالہ                 | ○ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ مکی مروت                         |
| ○ مکتبہ قاسمیہ حبشہ روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی | ○ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوہر انوالہ |

○ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ ملتان



بھی اس کو مازاد علی الفاتحہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے اور کتاب القراءۃ ص ۶۷ میں ان کی اسی روایت میں بام المکتب کے بعد فرائداً باقصاعداً کی زیادت بھی مروی ہے حضرت ابن عمرؓ سے ایک اثر ان الفاظ سے مروی ہے۔

مسئل ابن عمرؓ عن القراءۃ خلف الامام ان سے سوال کیا گیا کہ کیا امام کے پیچھے قراءۃ کی جائزگی فقال ما كانوا يريدون باسا ان يقرأ بقلقة ہے؟ فرمایا لوگ اس میں کوئی عرج نہیں سمجھتے تھے الكتاب في نفسه (جزء القراءۃ ص ۶۷) کہ اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیں۔

لیکن اس کی سند میں ایک تو ابو جعفر رازی ہے جس کا نام عیسیٰ بن ماہان ہے جس کا ترجمہ نقل کیا جا چکا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی اس سند کا یحییٰ البکاء ہے امام احمد، ابو داؤد، ابو زرہ اور ابن عدیؒ اس کو ضعیف کہتے ہیں، دارقطنیؒ اس کو ضعیف اور علی بن الجندیہ اس کو مختلط کہتے ہیں، اندویؒ کہتے ہیں کہ یہ متروک ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے (تذیب التذیب جلد ۱ ص ۲۷۹) امام نسائیؒ اس کو متروک الحدیث کہتے ہیں (ضعفاً صغیراً ص ۵۵) حافظ ابن حجرؒ اس کو ضعیف الحدیث کہتے ہیں (تقریب ص ۲۹۵) مولف خیر الکلام لکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن ماہان متکلف فیہ ہے مگر حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ صدوق ہے اس کا حافظ اچھا نہیں تقریباً ص ۳۲۳ اور یحییٰ البکاء کو ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ ثقہ ہے انشاء اللہ جب راوی مختلف فیہ ہو تو اس کی حدیث حسن ہوتی ہے (محصلہ ص ۳۲۳) الجواب ہاں پس ایسے ہی راویوں کی ایسی ہی حسن قسم کی حدیثوں پر آپ کے مذہب کی بنیاد ہے اور مسلمانوں کی اکثریت کی نمازوں کو باطل اور کالعدم ٹھہرانے والوں کی وکالت فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ تعالیٰ اور آگے لکھتے ہیں کہ تطبیق کی یہی صورت ہے کہ نفی سے مراد جہری نماز میں فاتحہ سے مازاد کی نفی مراد لی جائے اور فاتحہ کو اس نفی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے انتہی ص ۳۲۵ الجواب نہ معلوم یہ حضرت کس روایت کی کس سے تطبیق ہے؟ صحیح اور ضعیف کی تطبیق کا کیا معنی؟ الحاصل حضرت ابن عمرؓ ہوں یا کوئی اور صحابی ہو ان میں کسی سے بلند صحیح یہ ثابت نہیں کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری اور واجب ہے۔

حضرت عبادۃ بن الصامت کا اثر۔

حضرت محمود بن ربیع فرماتے ہیں کہ۔



سمعت عبادة بن الصامت يقرأ خلف  
الامام فقلت له تقرأ خلف الامام فقال عبادة  
لا صلوة الا بقراءة رسن الكبدی جلد ۱۶۸  
میں نے حضرت عبادہ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے میں نے  
دریافت کیا کہ آپ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہیں؟ حضرت  
عبادہ نے فرمایا قرأت کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔  
امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ ان کی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جس میں امام کے پیچھے آہستہ  
قرأت کرنے کی اجازت ہے اور پھر لکھا ہے۔

ومذهب عبادة في ذلك مشهور (م۱۶۸)  
حضرت عبادہ کا مذہب اس میں مشہور و معروف ہے۔  
جواب :- سند کے لحاظ سے گو کلام کرنے کی کافی گنجائش ہے مگر ہم سند کے لحاظ سے اس  
پر کوئی کلام نہیں کرتے حضرت عبادہ بن الصامت نے صحیح سمجھایا غلط بہر حال یہ بالکل صحیح بات  
ہے کہ حضرت عبادہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے اور ان کی یہ تحقیق اور یہی مسئلہ  
مذہب تھا مگر فہم صحابی اور موقوف صحابی حجت نہیں ہے خصوصاً قرآن کریم، صحیح احادیث اور جمہور  
حضرات صحابہ کرام کے آثار کے مقابلہ میں لیکن یہ روایت خود اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ حضرت  
صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور یہ  
مسئلہ ان میں رائج بھی نہ تھا اور نہ محمود بن ریح جو خود صغار صحابہؓ میں تھے حضرت عبادہ بن الصامت  
کی امام کے پیچھے قرأت سے کبھی تعجب نہ کرتے اور نہ یہ پوچھنے کی نوبت ہی آتی کہ حضرت آپ امام  
کے پیچھے کیوں قرأت کرتے ہیں؟ یقینی امر ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامت نے نماز میں تکبیر،  
قیام، رکوع، سجود، تشهد، اور سلام وغیرہ جملہ امور ادا کئے ہوں گے مگر ان میں سے کسی چیز کے بائے  
میں پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی کہ حضرت آپ نے رکوع کیوں کیا ہے؟ سجود کیوں کیا ہے؟  
وغیرہ وغیرہ اگر سوال کیا ہے تو اس چیز کے بائے میں کہ آپ کے امام کے پیچھے قرأت کیوں کرتے  
ہیں؟ یہ بھی مت بھولیے کہ حضرت عبادہ بن الصامت نے محمود بن ریح کو یہ نہیں فرمایا کہ بزورِ لہجہ  
تمہاری تمام سابق نمازیں بے کار کا لحدم اور باطل ہیں کیونکہ تم نے قرأت نہیں کی اور تمام نمازیں واجب  
الاعادہ ہیں اور نہ سہی تو یہی نماز جو تم نے ابھی ابھی میرے ساتھ بغیر قرأت کے ادا کی ہے وہی دوبارہ  
پڑھ لو اور لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت محمود بن ریح حضرت عبادہ کے داماد تھے و تہذیب  
التہذیب جلد ۱۶۸، اسنوں نے ان کو یہ بھی نہ فرمایا کہ تم امام کے پیچھے ترک قرأت کے مرتکب



ہوئے جو اور تاکہ قرأت کی نماز باطل اور کالعدم ہے اور من قرعہ الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر  
لہذا میری محنت جگر کو میرے گھس پینچا دو اور خود منہ سے اڑاتے پھرو۔ حضرت عبادہؓ وہی جلیل القدر صحابی  
ہیں جو فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر اس شرط سے  
بیعت کی ہے کہ ان لا تخاف فی اللہ لومة لائمہ (مستدرک وقال میحج جلد ۲ صفحہ ۳۵۶) اللہ  
تعالیٰ کے معاملہ میں کسی علامت کرنے والے کی علامت سے ہرگز نہ گھبرائیں گے اور ایک معمولی قسم  
کے مسک میں حضرت امیر معاویہؓ سے الحجہ کو ملک شام ترک کر دیا تھا اور یہ فرمایا کہ ہمارا اجتماع ناممکن ہے  
لیکن حضرت عمرؓ کی زبردست مداخلت سے اپنے ارادہ سے باز آئے (سیکھے مستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)۔  
مسند دارمی صفحہ ۱۱۱ اور ابن ماجہ صفحہ ۱۰۱ وغیرہ) مگر جب قرأت خلف الامام کے مسک کی باری آتی ہے تو اپنے  
پڑھنے کی وجہ تو سناستے ہیں لیکن اس اہم مسک کے اظہار پر کاحق وہ جوش و خروش ظاہر نہیں کرتے جو  
اس کے رکن اور ضروری ہونے پر کرنا چاہیے تھا اگر حضرت عبادہؓ کے نزدیک قرأت خلف الامام واجب  
فرض اور رکن ہوتی تو اس کے اظہار میں پوری قوت اور طاقت صرف کرتے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی  
کو ابھی نہ کرتے اس بحث کو پیش نظر رکھنے سے یہ بات بخوبی سمجھ آ سکتی ہے کہ حضرت محمدؐ میں ریح  
مطلقاً امام کے پیچھے قرأت فاتحہ کے قائل نہ تھے اور حضرت عبادہؓ کو قائل تو تھے لیکن محض استحباب  
طہر پر اور اگر کسی کو حکم بھی کیا ہے تو صرف استحبابی امر سمجھ کر۔ اگر اس کو رکن اور فرض سمجھتے تو کتمان حق سے  
پنچتے ہوئے حضرت ابن محمدؓ کی طرح (جنہوں نے قرآن کریم کی دو سورتوں کے تقدم و تأخر فی النزول  
کے بارے میں اعلان کیا تھا) یہ اعلان فرماتے من شاء باہلتہ جس کا جی چاہے میں اس کے ساتھ  
مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں جب حضرت عبادہؓ نے ایسا نہیں کیا تو قطعی بات ہے کہ وہ امام کے پیچھے  
بلا شک سورۃ فاتحہ پڑھتے تو تھے (اور جہری نمازوں میں پڑھتے بھی صرف تنہا اور لیکھتے تھے دوسرے  
حضرات صحابہؓ کا ان سے اتفاق نہ تھا) مگر صرف مستحب سمجھ کر ہم نے جو یہ کہا ہے کہ دوسرے صحابہؓ کو امام  
حضرت عبادہؓ بن الصامت سے جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں اتفاق ملنے  
نہیں رکھتے تھے، سینہ زوری نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ چنانچہ امام سیوطیؒ کہتے ہیں کہ۔

وانما تعجب من تعجب من قرأت عبادہ بن الصامت جو لوگ امام کے پیچھے جہری نمازوں میں قرأت کے قائل  
خلف الامام فیما یجوز فیہ بالقراءۃ لہذا تھے انہوں نے حضرت عبادہؓ کی جہری نمازوں میں قرأت



من ذهب إلى ترك القراءة خلف الإمام فيها  
 بجهر الإمام عليه بالقراءة حين قال النبي  
 صلى الله عليه وسلم مالي أنا زرع القرآن  
 ولم يبيع استثناء النبي صلى الله عليه  
 وسلم قراءة فاتحة الكتاب سرًا وقوله  
 صلى الله عليه وسلم فاتحه لا صلوة لمن  
 لم يقرأ بها وسمعه عبادة بن الصامت  
 رآه قال واذا ظهره فوجب الرجوع  
 إليه في ذلك واستثنى بفتح كتاب القراءة صلى

پر تعجب کا اظہار کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آنحضرت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ میرے ساتھ قرآن  
 میں نماز عتد کھول کی جا رہی ہے؟ اور اس کے بعد آپ نے یہ  
 آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور اسی طرح آپ نے یہ  
 فرمایا کہ جس آدمی نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز  
 نہ ہوگی تو یہ استثناء صرف حضرت عباد بن الصامت نے  
 سنی اور دیگر حضرات صحابہؓ نہ سنی سکے اور اس کو حضرت  
 عبادؓ نے خوب محفوظ رکھا اس کو اور کیا اور ظاہر کی سوانحی  
 بات کی طرف رجوع کرنا ضروری تھا۔

صحابی اور تارک نماز؟ یہ دو متضاد باتیں ہیں اور واقعہ صبح کی نماز کا ہے جس میں ستر کھولیں حضرات  
 صحابہؓ شریک ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالی انا زرع القرآن سے تنبیہ فرما کر سب  
 حضرات صحابہؓ کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی تھی اور یہ حکم بھی پیش نظر تھا۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ  
بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ اور فَاصْلَحْ بِهَا قَوْمَكَ یعنی اے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کھول کر بیان کریں جن میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے، مگر بایں ہمہ جناب رسول  
 خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حکم آہستہ (مبرا) بیان کرتے ہیں اور حضرت عبادؓ کے بغیر اس حکم کو کوئی  
 دوسرا سنتا ہی نہیں؟ پھر حضرت عبادؓ پر لوگ تعجب کیوں نہ ہوں کہ حضرات صحابہؓ کرامؓ حضور آنحضرت صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم اور ارشاد کو عزیز از جان سمجھتے تھے اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے  
 کوئی بات نہیں سمجھ آتی تو پھر استدعا کرتے تھے اور کوئی ضروری امر ہوتا تو آپ تین تین مرتبہ ایک ایک  
 جملہ کو دہراتے تھے لیکن جب اہم کے پیچھے قرأت سورۃ فاتحہ کے حکم کے بیان کرنے کا فیصلہ آتا ہے تو  
 آپ آہستہ بیان کرتے ہیں؟ تین مرتبہ بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے؟ اور یہ حکم صرف  
 حضرت عبادؓ سنتے ہیں کسی دوسرے کے پتے کچھ نہیں پڑتا؟ اور دیگر حضرات صحابہؓ کرامؓ آپ سے  
 دریافت کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے کہ حضرت آپ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اگر اہم کے پیچھے  
 سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا مسئلہ ضروری فرض، واجب اور رکن ہوتا تو یقیناً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



اسلم ایک بار نہ فرماتے بلکہ کسی بار فرماتے سترانہ فرماتے بلکہ ہر افرماتے صرف حضرت عبادہؓ کو نہ سناتے بلکہ تمام حضرات صحابہؓ کو سناتے اور اگر حضرت عبادہؓ بھی اس حکم کو ضروری سمجھتے تو یقیناً بغیر خوف و ہراس کے اس کی خوب نشر و اشاعت کرتے اور حضرات صحابہ کرامؓ کو اس بات کا قائل کر لیتے کہ وہ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرتے۔ یہ حکم تو ضروری نہ تھا اس لیے اس کی پڑنہ اشاعت کی ضرورت ہی انہوں نے نہ سمجھی، بخلاف اس کے ترک قرأت کا حکم ضروری تھا اس لیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے صرف ایک شخص نے قرأت کی تو آپ نے فرمایا میرے پیچھے کس نے قرأت کی ہے؟ کیوں میرے ساتھ نماز عت اور مخالفت ہوتی رہی ہے؟ حتیٰ کہ آپ نے بیابانک دہل یہ ارشاد فرمایا مالی انا ذی القرآن یتجبر ہو اگر یہ ارشاد سب نے سنا اور یہ ارشاد سن کر تمام حضرات صحابہ کرامؓ نے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت ترک کر دی۔ جیسا کہ مفصل پہلے گند چکا ہے۔ باقی اگر حضرت عبادہؓ سے پسند صحیح یا کسی اور صحابی سے بلا قسیل و قال خلف الامام کی قید سے کوئی روایت صحیح ہوتی تو یقیناً اس کی طرف رجوع کیا جاتا مگر روایات کا حال آپ ملاحظہ کر ہی چکے ہیں اور بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ حضرت عبادہؓ کے موقوف قول سے ہی غلطی در غلطی پیدا ہوئی ہے الغرض حضرت صحابہ کرامؓ کے یہ آثار پہلے تو سند ہی صحیح نہیں ہیں اور اگر کچھ صحیح بھی ہیں تو ان میں صرف بڑی نمازوں کا ذکر ہے کسی میں مطلق قرأت کا ذکر ہے اور اکثر میں ما زاد، ما تیسر اور فضا عدا وغیرہ کی زیاد بھی موجود ہے لہذا یہ آثار فریق ثانی کو ہرگز مفید نہیں ہو سکتے۔

## آثار حضرات تابعین و غیر ہم

فریق ثانی نے اپنے اس دعویٰ پر کہ امام کے پیچھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے درج نماز ناقص، بیکار، کالعدم اور باطل ہوگی حضرات تابعین و اتباع تابعین و غیر ہم کے آثار اور اقوال کے بھی استدلال کیا ہے حالانکہ ان کے نزدیک درموقوفات صحابہؓ حجت نیست اگرچہ بصحت رسد پھر آثار حضرات تابعین و غیر ہم سے استدلال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ وہ سنداً اور روایتاً بھی صحت کے معیار پر پورے نہیں اترتے اور معنوی اور دہریتی پہلو کے پیش نظر بھی وہ ان کو چنداں مفید نہیں ہو سکتے مگر مشہور ہے ڈوبتے کو تینکے کا سہارا، حضرات تابعین و غیر ہم کے وہ آثار جو بحث سکنت